

محبت رسول  
شرط ایمان

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص و تحشیہ  
محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکبر الہی مدنی حیدرآباد

محبیب رسول ﷺ  
شرط ایمان

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص و تحشیہ

محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکبر الہی حیدر آباد

﴿ بہ نگاہ کرم حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : محبت رسول شرط ایمان (تفخیص: محبت رسول روح ایمان)  
تصنیف : شیخ الاسلام رئیس المحققین مفتی اعظم علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی  
مرتب : محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆) ملیں

سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

صحیح و نظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)

اشاعت اول : جنوری ۲۰۰۵

تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت : 20 روپے

مکتبہ انوار المصطفیٰ

ملنے کا پتہ

۲۲-۲-۷۴، مغل پورہ، حیدر آباد (دکن)

MAKTABA ANWARUL MUSTAFA

Moghalpura, Hyderabad - A.P.

☆ مکتبہ اہل سنت و جماعت 'عقب قدیم' چار گھر، مسجد چوک، حیدر آباد۔

☆ سیدی اینڈ سنس، چتر گئی، حیدر آباد۔

☆ کرشیل بک ڈپو چارمینار، حیدر آباد۔

☆ مکتبہ عظیمیہ، شیخ محلہ، نیو بس اسٹانڈ چارمینار۔

☆ جامع مسجد محمدی کشن باغ، حیدر آباد۔

☆ کاظم سیریز، تالاب کٹر، حیدر آباد۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ      صَلِّ عَلَى شَفِيعِنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ  
 مَنْ عَلَيْنَا رَبُّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا      آيَتُهُ بِأَيْدِهِ، آيَاتُنَا بِأَحْمَدًا  
 أَرْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَرْسَلَهُ مُعْجِدًا      صَلُّوا عَلَيْهِ دَائِمًا صَلُّوا عَلَيْهِ سَرْمَدًا  
 صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے      نور کی آنکھوں کے تارے  
 اب کسے سید پکارے      تم ہمارے ہم تمہارے  
 یا نبی سلام علیک      یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)



## مُحِبَّتِ رَشُوَل

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی، میرا ایمان بھی روح ایمان بھی  
 مہبط وحی آیات بھی اور قرآن بھی، روح قرآن بھی  
 نور و بشری کا یہ اعتراج حسین جیسے انگشتی میں چمکتا نکلیں  
 عالم نور میں نور رٹن بھی، عالم انس میں پیک انسان بھی  
 نہ نبی کو ملی وسعت دم زون نہ ملک کی زباں کو مجال سخن  
 طامع اللہ وقف سے ظاہر ہوا ہے تمہارے لئے ایک وہ آن بھی  
 مجھ سے مت پوچھ معراج کا واقعہ ہے مشیت کے رازوں کا اک سلسلہ  
 دل کو ان کی رسائی پہ ایمان بھی، عقل ایسی رسائی پہ حیران بھی  
 کہا بتاؤں قیامت کا میں ماجرا، رحمتوں غفلتوں کا ہے اک معرکہ  
 دل کو انکی شفاعت پہ ایمان بھی، عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی  
 ناز سے ایک دن آپ نے یہ کہا، یہ تھا طائر سدرۃ المنتہی  
 ہے تیرے سامنے عالم کُن فکاں، تو نے پائی کسی میں مری شان بھی  
 بولے یہ حضرت جبریل امیں، اے نگاہ مشیت کے زہرہ جبین  
 ہوتا مثل کوئی کبھی اور کہیں، رب نے رکھا نہیں اسکا امکان بھی

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	ایمان کے معنی	۷
۲	تصدیق رسالت	۹
۳	حدیث محبت	۱۰
۴	محبت رسول کا ثمر	۱۶
۵	معیار محبت	۱۸
۶	محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے	۱۹
۷	حلاوت ایمان کی شرط	۲۱
۸	کامل محبت کی شرائط	۲۱
۹	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان	۲۲
۱۰	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان	۲۳
۱۱	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان	۲۵
۱۲	سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان	۲۶
۱۳	اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو ملانا ایمان ہے	۲۹
۱۴	اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو الگ کرنا کفر ہے	۳۵
۱۵	ایمان کامل	۳۷
۱۶	ایمان کی قدر و قیمت	۳۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۷	عقیدہ کی پختگی	۳۸
۱۸	ایمان اور عمل	۴۰
۱۹	علم و ایمان	۴۲
۲۰	ایمان کی کیفیت	۴۴
۲۱	گنہگار بس گنہگار ہے کافر نہیں	۴۵
۲۲	گناہ کبیرہ سے ایمان ساقط نہیں ہوتا	۴۵

## جماعتِ اہلحدیث کا فریب : جماعتِ اہلحدیث کا نیا دین

### اہلحدیث اور شیعہ مذہب

اہلحدیث دور جدید کا ایک نہایت ہی پُر فتن بدعقیدہ دہشت گرد و خشتاک اور بدعتی فرقہ ہے۔ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے انگریزوں نے جاکیز مناصب اور نوابی دے کر اس باطل فرقے کے ہاتھ میں آزادی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا اٹھا دیا تھا۔ اہلحدیث کا بنیادی مقصد اسلامی اقدار و نظریات و افکار اور صحابہ کرامؓ تابعین و ائمہ کے خلاف اعلان بغاوت ہے۔ اولیاء اللہ، ائمہ دین، مجتہدین و مجددین اسلام اور اسلاف صالحین کے خلاف اعلان بغاوت ہے۔ تفسیر بالرائے، احادیث مبارکہ کی من مانی تخریج، خود ساختہ عقائد و مسائل، انکار فقہ اور ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی و کجواس اس فرقہ کا خصوصی وصف ہے

مذہب اہلحدیث کے خصوصی عقائد و مسائل اور پوشیدہ رازوں سے واقفیت کے لئے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کا مطالعہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين  
وعلى آله واصحابه اجمعين .... أما بعد

## ایمان کے معنی

☆☆☆☆☆☆

ایمان کے لغوی معنی ہیں 'امن دینا' شریعت میں ایمان اُن اسلامی عقائد کا نام ہے جنہیں مان کر انسان عذاب الہی سے امن میں آجاتا ہے یعنی تمام اُن چیزوں کو ماننا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ لائے۔ ایمان کہتے ہیں التصدیق بما جاءہ النبی ﷺ، دل کی سچائی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی جملہ ہدایات کو مان لینا ایمان ہے۔ گویا ایمان کا اولین مرحلہ نبی کی تصدیق ہے کہ ایمان کا داعی اول سوانہی کے کوئی نہیں 'امنوا باللہ' کی صدا بلند کرنے والا نبی کے علاوہ کون ہے۔ پس ایمان نبی ہی سے ملتا ہے۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے کہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے تمام امور کی تصدیق کر دی وہ مومن ہو گیا اور جس نے دل سے نہ مانا وہ مومن نہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنَّا﴾ (البقرہ/۲۲) یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (اللہ نے) ایمان ثبت فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی۔

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ لَا يَخْزِيكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَقْوَامِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ﴾ (المائدہ/۴۳) اے رسول: آپ اُن لوگوں کی وجہ سے غمگین نہ ہوں جو کفر میں تیزی سے دوڑتے ہیں اُن میں سے جنہوں



نے اپنے منہ سے کہا، ہم ایمان لائے، حالانکہ اُن کے دل مومن نہیں۔

طبقہ منافقین کی بنیاد یہی کیفیت ہے کہ وہ زبان سے تو ایمان کا اعلان کرتے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں لیکن دل سے ایمان نہیں لاتے۔ جس کا حال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اُس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اُس کا علم دیا۔ منافقوں کے نام تک بتا دیئے تاکہ مسلمان اُن کی سازشوں سے محفوظ رہیں۔

دین اسلام کی کسی مشہور و معلوم بات کا انکار کرنا یا اُس میں شک کرنا یا کسی شرعی حکم کا مذاق اڑانا یا کسی سنت کو ہلکا جاننا یا مذاق میں کوئی کفریہ جملہ بولنا کفر ہے۔ حضرت امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: الا یعان اقدار باللسان ومعرفۃ بالقلب ایمان زبان سے اقرار اور دل سے پختہ یقین کرنے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کا قلبی طور پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔۔۔ ان دونوں چیزوں کا زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ دل سے یقین کرنا ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے۔۔۔ زبان کے اقرار کے بغیر دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ ظاہری احکام کا جاری کرنا زبان ہی کا کام ہے اگر کوئی انسان گوٹکا ہو یا کوئی شخص زبردستی سے کلمہ کفر کہلائے مگر اُس کے دل میں ایمان ہو مگر قلبی یقین کے باوجود اُسے زبانی اقرار کی فرصت نہیں ملی اور اس سے پہلے ہی موت نے آیا تو ایسی صورت میں زبانی اقرار شرط ایمان نہیں۔

☆☆☆☆☆☆

ایمان ایک نہایت ضروری چیز ہے مومن کی زندگی کا آغاز ہی ایمان سے ہے۔ ایمان اگر نہیں تو اُسے آپ انسان تو کہہ سکتے ہیں مومن نہیں کہہ سکتے۔ ایمان یعنی حضور ﷺ کی لائی ہوئی چیز کی تصدیق اُس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک لانے والے کی تصدیق نہ ہو جائے۔ لا الہ الا اللہ دعوت ہے محمد رسول اللہ داعی ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا پیغام رکھنے سے پہلے رسول نے اپنے کو سمجھایا اور اپنے کو منوایا۔ حضور ﷺ نے چالیس سال تک خاموش اور مثالی زندگی گزاری اور اس کے بعد فاران کی چوٹی سے اپنی قوم کو بلایا اور پوچھا کہ تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ سب نے کہا، صادق و امین۔ سچے دیا مآثر۔۔۔ الغرض بہت تعریف کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سچا سمجھتے ہو تو اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تمہیں تباہ کر دینا چاہتا ہے۔ میرے کہنے سے مانو گے؟ سب نے کہا کہ آپ کبھی ٹھوٹ نہیں بولے، آپ کہیں گے تو ہم مان لیں گے۔ میرے رسول نے فرمایا کہ جب میرے کہنے سے تم بن دیکھے لشکر کو مان رہے ہو تو میرے ہی کہنے سے بے دیکھے خُدا کو مان لو۔ قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔ لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے۔ حضور ﷺ نے لا الہ الا اللہ کی دعوت پیش کرنے سے پہلے اپنی ذات کو سمجھایا اور منوایا۔ اس لئے کہ لا الہ الا اللہ دعوت ہے محمد رسول اللہ داعی ہیں لا الہ الا اللہ ہدایت ہے محمد رسول اللہ ہادی ہیں لا الہ الا اللہ ذکر ہے محمد رسول اللہ ذاکر ہیں۔ لا الہ الا اللہ ارشاد ہے محمد رسول اللہ مُرشد ہیں لا الہ الا اللہ کلام ہے محمد رسول اللہ متکلم ہیں۔ جو داعی کونہ مانے گا وہ دعوت کو کیا مانے گا۔ جو ہادی کونہ مانے گا وہ ہدایت کو کیا مانے گا۔ جو قائل کونہ مانے گا وہ قول کو کیا مانے گا۔ جو ذاکر کونہ مانے گا وہ ذکر کو کیسے مانے گا۔ رسول نے تبلیغ کا جو طریقہ ہمیں دیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے ذات رسالت ﷺ کو منوایا

اور سمجھاؤ۔۔ پھر لوگ اللہ تعالیٰ کو خود ہی مان لیں گے۔ رسالت کو تسلیم کرنے کے بعد ہی توحید کی دعوت کو قبول کیا جائے گا۔ اب تبلیغ کا وہ طریقہ جس میں رسول کی عظمت و رفعت کو نہیں منوایا جاتا بلکہ صرف لا الہ الا اللہ کو سمجھانے اور منوانے پر زور دیا جاتا ہے، وہ طریقہ خود ایک بدعت ہے اور وہ بھی بدعت سیدہ۔۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تم قول کو مانو، قائل کو نہ مانو۔ ہدایت کو مانو، ہادی کو نہ مانو۔ ارشاد کو مانو، مرشد کو نہ مانو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دعوت کو مانو، داعی کو نہ مانو۔ اس لئے اسلام کا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کو منوادے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی مومن ہو نہیں سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے ماں باپ، اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

رسول کی محبت کے بغیر ایمان نہیں ہو سکتا، ایمان کے اندر کمال نہیں ہو سکتا اگر رسول کی محبت سب کی محبت پر غالب نہ ہو۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول سے محبت نہ ہو اور ایمان ہو۔ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔

امام اہلسنت والجماعت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ

ان سانہیں انسان وہ انسان ہے یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مومن کامل کے ایمان کی نشانی اور پہچان یہ ہے کہ اُس مومن کے نزدیک رسول خدا ﷺ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں گے خواہ وہ باپ یا بیٹے ہوں جن سے طبعاً محبت ہوتی ہے یا وہ دوسرے لوگ ہوں جن سے طبعاً محبت ہو یا اختیاراً محبت کی گئی ہو۔

’احیثیت‘ سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حقوق کی ادائیگی کو دوسروں کے حقوق کی ادائیگی پر ترجیح دی جائے۔ بایں طور کہ آپ کے دین پاک کو زندگی کے ہر شعبے میں لازمی طور پر اپنائے رکھا جائے آپ کی سنت کی اتباع کی جائے آپ کی بارگاہ قدس کے آداب کا پورا لحاظ رکھا جائے اور آپ کی رضا کو زندگی کا نصب العین بنا لیا جائے۔ یہاں تک کہ اگر آپ کی محبت کا تقاضہ یہ ہو کہ اپنی جان کو قربان کر دیا جائے یا اپنے چہیتے بیٹے اور شفیق باپ، نیز کسی محبوب شخص یا محبوب و پسندیدہ چیز سے بالکل علیحدگی اختیار کر لی جائے تو اس میں بھی کوئی تامل نہ کیا جائے جیسا کہ اجلہ صحابہ کرام نے کر کے دکھا دیا۔

’ایک روز بہت سے صحابہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ حضرت عمر کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ اے عمر تمہارا کیا حال ہے صرف مجھی کو دوست رکھتے ہو یا میرے سوا کو بھی؟ حضرت عمر نے عرض کی کہ محبت مشترک ہے آپ کو بھی محبوب رکھتا ہوں اور

اپنی جان اپنے بچوں اور مال و دولت کو بھی۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اُن کے دل پر ایک خاص توجہ ڈال کر تصرف فرمایا اور پھر دریافت فرمایا 'اب کیا حال ہے۔ اپنے کو کیا پار ہے ہو؟ حضرت عمر نے جواباً عرض کیا کہ میرے دل سے اہل و مال کی محبت تو ساقط ہو گئی مگر جان کی محبت ابھی باقی ہے اور بے شک آپ میرے نزدیک میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان رہنے والی میری جان کے ہوا ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں (یا حضور نے یہ فرمایا کہ) تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن (یعنی مومن کامل) ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بنالے۔ پھر آپ نے دوسری بار حضرت عمر کے سینے پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا اب کیسے ہو؟ حضرت عمر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی اب میرے دل میں کسی اور کی محبت نہیں رہ گئی اب صرف آپ کی محبت ہے جو میرے دل کے ہر ہر گوشے میں سمائی ہوئی ہے یقیناً آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اُس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اَلَا اِنَّ يٰۤاَعْمَرُ تَمَّ اِيْتَانَاكَ اے عمر اب جا کے تمہارا ایمان مکمل ہو گیا (بخاری شریف 'مرقات' اوجہ اللغات)

سرکارِ نبوت، حضرت عمر سے سوال و جواب کر کے اُن کو اور اُن کے ہوا دیگر حاضرین کو یہی سمجھانا چاہتے تھے کہ جب تک میری طرف طبیعت کا میلان جان اور اہل و مال کی طرف طبعی میلانات پر غالب نہ ہوگا، اُس وقت تک کما حقہ کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا۔



فیوض الباری شرح صحیح البخاری میں حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی (خلیفہ  
مہدوم الشیخ سیدنا عطاء اللہ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں: 'تم میں کوئی مومن نہیں  
ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ کو ساری کائنات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ اس کا مطلب قطعاً  
یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کے بغیر ایمان کا پایا جانا ناممکن ہے۔ ہر شخص جس  
کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی دولت دی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ جس کے  
ساتھ عقیدت و نیاز مندی ایمان میں داخل ہو اور بغیر اُس کے مانے آدمی مومن نہ  
ہو سکے، اُس کی محبت ساری کائنات سے زیادہ ضروری ہوگی۔ ماں، باپ، اولاد، عزیز  
واقارب کے انسان پر حقوق ہیں اور اُن کا ادا کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اُن سب  
کو بھول جائے اور اُس کے دل میں اُن کے لئے بالکل محبت و اُلفت باقی نہ رہے اور اُن  
سب سے بے تعلق ہو جائے تو اُس کے ایمان میں خلل نہ آئے گا۔ کیوں کہ ایمان لانے  
میں ماں، باپ، عزیز واقارب کا ماننا ضروری نہیں ہے۔ لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ  
والسَّلَام کا ماننا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ جب تک لا الہ الا اللہ کے ساتھ  
محمد رسول اللہ کا معتقد نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ تو اگر اس کا رشتہ محبت حضور  
اکرم ﷺ سے ٹوٹا تو یقیناً ایمان سے خارج ہو گیا، کیونکہ تصدیقی رسالت محبت کے  
بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اسلام میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو سارے  
عالم سے زیادہ ضروری اور اسلام و ایمان کی شرط اول قرار دیا گیا۔

مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی (خلیفہ شیخ  
الشیخ سیدنا اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان) فرماتے ہیں: 'یہاں پیار  
سے مراد طبعی محبوب ہے نہ کہ صرف عقلی، کیوں کہ اولاد کو ماں باپ سے طبعی اُلفت ہوتی  
ہے۔ یہ ہی محبت حضور ﷺ سے زیادہ ہونی چاہیے اور بچہ تعالیٰ ہر مومن کو حضور  
ﷺ جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ عام مسلمان بھی مُرتد اولاد

بے دین ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں اور حضور ﷺ کی عزت پر جان بچھا کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ اگر کسی کو حکم دیں کہ وہ اپنے کا فرماں باپ اور بچوں کو قتل کر دے یا یہ کہ کفار سے یہاں تک لڑے کہ خود شہید ہو جائے تو وہ اسی کو اپنانے کو پسند کرے اور اسی کو اختیار کرنا محبوب رکھے اس لئے کہ اُسے علم ہے کہ سلامتی حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی بجا آوری ہی میں ہے۔

عارف باللہ حضرت سہل بن عبد اللہ قدس سرہ فرماتے ہیں: 'محبت یہ ہے کہ حُب اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لے اور وہ بھی کرے محبوب جس کا حکم دے اور وہ بھی کرے جو محبوب چاہے اگرچہ حکم نہ دے نیز محبوب جو جو چاہے کسی میں بھی اس کی مخالفت نہ کرے اور ایسی بات ہرگز نہ کرے جس سے محبوب نے روک دیا ہو اور منع کر دیا ہو بعض علماء فرماتے ہیں: محبت یہ ہے کہ حُب محبوب کی موافقت اس کی موجودگی اور غیر موجودگی دونوں صورتوں میں کرے۔

یہنا بھی محبت کا تقاضہ ہے کہ محبوب سامنے ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اُس کی کامل موافقت کی جائے۔ شیخ المشائخ سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی قدس سرہ کا ارشاد ہے: 'محبت یہ ہے کہ حُب اپنے محبوب کو اپنی ہر ہر چیز کا مالک بنادے اور اپنے لئے اپنی طرف سے کچھ باقی نہ رکھے'

یعنی حُب اپنے محبوب کو اپنے ارادوں، اپنے عزائم، اپنے افعال، اپنی ذات، اپنے اموال اور اپنی موجودہ حالت کا پورا مالک بنادے اور اُن تمام کو اُس کی مرضی کے لئے وقف کر دے اور اسی کی مرضی اور اسی کی پسندیدہ چیزوں سے راضی رہے اُس کے سوا کسی اور کی مرضی پر نظر نہ کرے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: محبت یہ ہے کہ حُب ماسوائے الحُب کو اپنے دل سے بالکل مٹا دے۔ یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی فراموش کر دے اور ظاہر ہے کہ کمال

محبت کا تقاضہ یہی ہے، کیونکہ اگر دل میں محبوب کے سوا کی بھی گنجائش رہی اور دل غیر محبوب کا بھی مسکن رہا تو یقیناً محبوب کی محبت خالص نہیں ہو سکتی اور اس میں کسی نہ کسی طرح کی ملاوٹ ضرور رہے گی جو شانِ محبت کے خلاف ہے۔

رسول کریم ﷺ کو چاہنا ایمان ہے اور سب سے زیادہ چاہنا کمالِ ایمان ہے۔ یہ ایک ایسی منصوص حقیقت ہے جو ہر طرح کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ نبی کی محبت ہی ایمان ہے اور ایمان ہی نبی کی محبت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے بے تعلق ہو جانے کا نام کفر ہے۔۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ کوئی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے بے تعلق ہو، وہ کافر نہ ہو اور جو کافر ہو وہ نبی کریم ﷺ سے بے تعلق نہ ہو۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ ایمان والے اللہ سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ ایمان نام ہے اللہ کی محبت کا۔ اللہ کی محبت سے رسول کی محبت کو جُدا نہیں کیا جاسکتا۔ اُس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آئی نہیں سکتی جہاں رسول اللہ ﷺ کی محبت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو اور رسول کے ذکر کو ایک بتایا۔۔ محبتِ الہی اور محبتِ رسول کو ایک بتایا۔ اطاعتِ الہی اور اطاعتِ رسول کو ایک بتایا۔ عظیمِ الہی اور عظیمِ رسول کو ایک بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی اور رسول کی نافرمانی کو ایک بتایا۔ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو ملا نا ایمان ہے اور الگ کرنا کفر ہے (تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں) اللہ رسول کی محبت میں تفریق نہ کرنا۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ ایمان والے اللہ سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ ایمان ملا ہے رسول کی محبت سے۔۔ تو رسول کی محبت کا نام ایمان ہے۔ اللہ کی محبت کا نام ہے ایمان کا نتیجہ۔ رسول کی محبت ہے جڑ۔۔ اللہ کی محبت ہے ثمر۔ تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ درخت ہی نہ ہو اور پھل ہو جائے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول کی محبت نہ ہو اور ایمان مل جائے۔

☆☆☆☆☆

## محبت رسول کا ثمر :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیا سامان اکٹھا کیا ہے؟ تو اُس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ: نہ بہت نمازوں، نہ بہت روزوں، اور نہ بہت صدقات کو تو شہ بنایا ہے (نماز، روزہ کا کوئی بڑا ذخیرہ تو میرے پاس نہیں ہے) لیکن مجھے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ بہت محبت ہے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تیرا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تیری محبت ہے (یعنی اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو گھبرامت تجھے میری معیت و سنگت حاصل ہوگی) المرء مع من احب و انت مع من احببت (بخاری شریف، ترمذی)

صحابی رسول کا عقیدہ دیکھو۔ محبوب کریم ﷺ نہ تو مجھے اپنی عبادات، نمازوں اور روزوں پہ ناز ہے اور نہ ہی اپنے صدقات و خیرات کو سامانِ آخرت سمجھتا ہوں، مجھے تو فقط ایک ہی سہارا ہے اُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَهُ کہ آپ کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میرے سینے میں جلوہ گر ہے، تو آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا جس سے پیار ہوگا وہ روزِ قیامت اسی کے ساتھ اُٹھے گا، چونکہ تمہیں مجھ سے محبت ہے اس لئے قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہوگا۔

اور یہ بات قطعی ہے کہ جو شخص بھی رحمتِ دو عالم ﷺ کے ساتھ ہوگا وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت ہی جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ قیامت کے روز کلمہ 'نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ تمام عبادات اُسی کی قبول ہوں گی جس کے دل میں محبتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جلوہ گر ہوگی۔

بے حُب معصطفیٰ تو عبادت حرام ہے زہد تیری نماز کو حیر اسلام ہے  
 پھر جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہو کہ اگر نماز میں نبی کریم ﷺ کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ  
 جاتی ہے وہاں محبت کا کیا کام!۔۔ نماز تو وہ نماز ہے جو تصور محبوب ﷺ میں گم ہو کر  
 پڑھی جائے۔

ایمان ہے جس کا نام وہ حُب رسول ہے  
 جب یہ نہیں تو ساری عبادت فضول ہے

بجز حُب محمد کامل ایماں ہو نہیں سکتا  
 خدا کا ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جو حضور ﷺ  
 سے محبت کرنے والوں کو جنت میں اُن کی رفاقت باسعادت کی خوشخبری سنارہی  
 ہے۔۔۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں من احببني كان معي في الجنة جو شخص مجھ سے  
 محبت رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ خوشخبری ہم نے سنی تو ہماری  
 خوشی کی انتہا نہ رہی۔۔ اسلام لانے کے بعد آج تک کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے  
 آج ہم آپ کا فرمان سن کر ہوئے کہ محبت کرنے والا محبوب کے ساتھ کھڑا کیا جائے  
 گا۔۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجد میں آگئے اور کہنے لگے: انا  
 احب النبي ﷺ وابا بكر وعمر وارجو ان اكون بحبي اياهم وان لم  
 اعمل بمثل اعمالهم اگرچہ میں اُن پاکیزہ ہستیوں کی طرح عمل نہیں کر سکا مگر میں  
 حضور ﷺ، ابو بکرؓ اور عمرؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور امید  
 ہے کہ اسی محبت کی بناء پر اُن کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔ (بخاری شریف)



یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کے وصال کا وقت آتا تو وہ افسوس کرنے والوں سے کہتے کہ خوشی کرو ہماری ملاقات اپنے محبوب سے ہونے والی ہے۔ وہ بجائے آنسو بہانے کے مسکراتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پہنچ جاتے۔

### معیارِ محبت :

کچھ لوگ دعویٰ محبت تو کرتے ہیں اور ساتھ ہی محبوب دو جہاں ﷺ کے عیوب و نقائص بیان کرتے ہیں، حالانکہ یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جہاں محبت ہوگی، وہاں تنقید و تنقیص نہیں ہوگی، اور جہاں تنقید ہو، وہاں محبت نہیں ہوگی۔ یہ تو عام لوگوں کی محبت کا معیار ہے اور یہ اس محبوب پاک ﷺ کی بات ہے جس میں عیوب و نقائص کا ہونا ممکن ہی نہیں۔۔۔ بہر حال محبت ہو تو عیب میں بھی حسن نظر آتا ہے، تو پھر جن کو بے عیب میں عیب نظر آئے وہ لوگ اپنے دعویٰ محبت میں کیسے سچے ہو سکتے ہیں!

اگر ہمارے دل محبتِ رسول ﷺ سے سرشار ہوں گے تو پھر محبوب پاک کی ہر ادا پسند آئے گی، پھر اسی محبت کی بدولت سرکارِ دو عالم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ ہم لوگوں کو تبلیغ کرتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو اپنے لباس، سیرت و کردار کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق بناؤ، مگر جب حبِ رسول اللہ ﷺ دلوں میں موجزن ہو جائے تو پھر یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی، بلکہ عاشق خود بخود اپنے محبوب کا مطیع ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں فرمانِ محبوب کو مقدم رکھتا ہے، حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی اپنے محبوب پر قربان کر دیتا ہے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی فرماتے ہیں:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا  
نہیں دو جہاں سے بھی جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ  
 اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ  
 مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ  
 لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبہ/۲۴) اے حبیب! آپ فرمائیے اگر تمہارے  
 باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان کے  
 لوگ معاشرے والے (کنبد) اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے  
 نقصان کا تم کو خوف ہے اور وہ مکانات جو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ اور اُس کے رسول  
 ﷺ اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ  
 اپنا حکم (عذاب) لائے۔ اور اللہ تعالیٰ اُس قوم کو ہدایت نہیں دیتا جو فاسق  
 (نافرمان) ہے۔

قاضی عیاض مالکی شفاء شریف میں اس آیت کی توضیح فرماتے ہیں: حضور ﷺ  
 کی محبت کے لازم ہونے اور اس کی اہمیت کے اظہار کے لئے یہ آیت کافی و دافی  
 ہے۔۔۔ نیز اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اس محبت کی اصل مستحق ذات نبوی ﷺ ہی  
 ہے اور مزید یہ کہ اس آیت کریمہ سے ترغیب و تنبیہ بھی ملتی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی  
 اولاد اور اپنے مال کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر فوقیت دی اُن کو رب  
 کریم نے سرزنش اور تنبیہ بھی فرمائی ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے 'تو تم منتظر رہو یہاں  
 تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے اور خوب سمجھ لو کہ اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا'  
 اس آیت کریمہ کے آخری الفاظ اس بات کی شہادت فراہم کر رہے ہیں کہ اللہ  
 اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے بغیر ایمان و اسلام کے دعوے کرنے والوں کو

بارگاہ الہی سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی اور یہی لوگ بظاہر مسلمان ہونے کے باوجود فاسق اور گمراہ ہیں۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں ہر طرح کے بندھنوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن میں انسان اپنے آپ کو اپنی فطرت اور ضرورت کے باعث بندھا ہوا پاتا ہے۔ ماں باپ کی محبت اپنی اولاد سے اور اولاد کی اپنے ماں باپ سے بھائی بہنوں کی باہمی اُلفت، میاں بیوی کا گہرا تعلق، یہ سب انسانی فطرت کے تقاضے ہیں۔ مال، کاروبار اور مکانات وغیرہ سے انسان کا لگاؤ اس لئے ہے کہ وہ زندگی بسر کرنے اور اُسے عزت و آرام سے گزارنے میں اُن کا محتاج ہے۔ دین اسلام کیونکہ دین فطرت ہے وہ انسان کے طبعی تقاضوں اور اس کی ضروریات کا مناسب خیال رکھتا ہے اس لئے اُس نے یہ حکم نہیں دیا کہ سرے سے یہ محبت کے رشتے توڑ ڈالے جائیں اور اُن چیزوں کی طرف سے بالکل توجہ ہی ہٹالی جائے۔۔۔ لیکن کیونکہ انسانی زندگی کی غرض وقایت صرف انہی چیزوں تک محدود نہیں بلکہ ان سے بہت آگے اور بہت بلند ہے اس لئے انسان کو انہی تعلقات اور انہی اشیاء میں کھو جانے سے روکا ہے اور حکم دیا کہ بیشک ان اشیاء سے محبت و پیار کرو لیکن صرف اس حد تک جبکہ یہ چیزیں تمہاری رُوحانی ترقی میں حائل نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مکرم کی محبت اور عشق سے نہ ٹکرائیں۔ ایسا رو شہادت کے میدان میں جانے سے تمہارا راستہ نہ روکیں۔ اگر کبھی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ان تعلقات کو اور ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جاؤ تب تم اپنے آپ کو ایماندار کہلانے کے حقدار ہو۔

کی عمر سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں      یہ جہاں کیا چیز ہے لوح و قلم تیرے ہیں  
عمر کی محبت دین حق کی شرط اول ہے      ہے اسی میں اگر خای تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔۔۔ یہ نعمت بجز اولیاء کاملین کی صحبت کے نصیب نہیں ہو سکتی۔ سچ تو یہ ہے کہ ایمان کا لطف ہی حب آتا ہے جب دل میں اللہ اور اُس کے رسول کا عشق شعلہ زن ہو۔ اس وقت یہ ساری زنجیریں خود بخود پکھل جاتی ہیں اور سارے حجاب تار تار ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کے تڑپتے ہوئے لاشے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں۔ عورتیں اپنے شوہروں کے سر بُریدہ جسم دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرتی ہیں اور بہنیں دُعائیں مانگتی ہیں کہ اے اللہ العظیم ہمارے بھائیوں کو شہادت نصیب فرماتا۔

### حلاوتِ ایمان کی شرط :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ حلاوتِ ایمان سے لطف اندوز ہوگا (۱) اللہ اور اس کا رسول ﷺ اُس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲) اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ کے لئے ہو (۳) اور کفر پر رجوع ہونے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو جانتا ہے (صحیح بخاری)

### کامل محبت کی شرائط :

خالص محبت کا تقاضا اور حقیقی پہچان یہی ہے کہ مُحب محبوب کی اداؤں سے بھی محبت کرے بصورت دیگر دعویٰ محبت کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ قاضی عیاض مالکی بڑے دل نشیں پیرائے میں اس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ بات ذہن نشیں رہے کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کو اور اس ذات کی موافقت اور اس کے اتباع کو اپنی ذات پر لازم کر لیتا ہے بصورت دیگر وہ اپنے دعوے محبت میں صادق نہیں ہوتا۔۔۔ محبت کے چند شرائط یہ ہیں:

(۱) اتباع محبوب (۲) حکم محبوب کی تعمیل (۳) کثرت ذکر (۴) اشتیاق دید  
 (۵) محبوب کی تعظیم و توقیر (۶) ذکر محبوب کی تعظیم (۷) محبوب کی پسند سے محبت  
 -- اہل بیت رسول سے محبت -- صحابہ کرام سے محبت -- مہاجرین و انصار  
 سے محبت -- اہل عرب سے محبت -- حضور ﷺ کی پسندیدہ چیزوں سے  
 محبت -- حضور ﷺ کے پسندیدہ کھانے کی فرمائش -- حضور ﷺ کا پسندیدہ  
 لباس (۸) محبوب کی ناپسند سے نفرت (۹) محبوب کے دشمن سے عداوت (۱۰)  
 قرآن و حدیث سے محبت (۱۱) اُمتِ مصطفویٰ کی خیر خواہی (۱۲) فقر و درویشی کا  
 خوگر ہونا (۱۵) محبوب کو ہر عیب سے نمر ا جاننا۔

☆☆☆☆☆

صدیق اکبر کا ایمان : سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:  
 یا رسول اللہ ﷺ مجھے صرف تین چیزیں محبوب ہیں۔۔ (۱) الجلوس عندک  
 آپ کے پاس بیٹھنا محبوب (۲) انفاق مالی علیک آپ پر مال لانا محبوب (۳)  
 النظر الیک آپ کی طرف دیکھنا محبوب۔

مطلب یہ ہے محبوب کی محبت کا مرکز آپ کی ذات ہے۔ ہم بیٹھیں تو آپ ہی  
 کے پاس بیٹھیں، دیکھیں تو آپ ہی کا چہرہ دیکھیں، لٹائیں تو سب ہی آپ پر قربان  
 کر دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر چہرہ محبوب پر جمتی تھی، دیکھا تو دیکھتے  
 رہ گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول پر سب کچھ لانا محبوب تھا۔ آپ  
 نے ایسا لٹایا کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت حیرت انگیز ہو گئی۔ اور  
 جب رسول کے قریب بیٹھنا محبوب ہوا تو اتنا قریب کر دیا ہے کہ وہیں روضہ رسول ہے  
 اور روضہ صدیق بھی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فکر اور اپنے



طرز عمل سے بتا دیا کہ ایمان نام ہے محبت رسول کا۔ اس لئے کہ ایک مومن کو ایمان سے زیادہ کسی چیز سے محبت نہیں ہوتی۔

**فاروق اعظم کا ایمان :** سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک یہودی اور ایک منافق (ظاہری مسلمان) اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ (ایک ہوتا ہے کھلا کافر اور ایک ہوتا ہے چھپا ہوا کافر۔۔۔ کھلے ہوئے کو کافر کہتے ہیں، چھپے ہوئے کو منافق کہتے ہیں۔ منافقین نمازوں کے پیچھے بھی چھپے ہیں، اچھی اچھی اداؤں میں بھی چھپتے ہیں۔ عہد رسالت میں بھی منافق تھے اب ہوں تو کیا تعجب۔ عہد رسالت میں رسول کا کلمہ پڑھتے تھے پھر بھی منافق تھے۔۔۔ رسول کے پیچھے نماز پڑھتے تھے مگر پھر بھی منافق تھے۔۔۔ رسول کی صحبت میں بیٹھنے کے بعد بھی منافق تھے۔۔۔ وہاں سے مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد بھی منافق تھے) دونوں کا معاملہ ہے۔۔۔ وہ دونوں ابتداء میں اپنا مقدمہ لیکر فیصلہ کرانے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔۔۔ اُس وقت منافق نے سوچا کہ حضور ﷺ مسلمان کا نام سن کر میرے حق میں فیصلہ کر دیں گے۔۔۔ لہذا اس منافق نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں مسلمان ہوں اور یہ کافر ہے۔۔۔ ہم دونوں کا فیصلہ فرمادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا۔ منافق کو یہ فیصلہ پسند نہ آیا۔ جب فیصلہ پسند نہیں آیا تو اُس کی تجویز یہ واقع ہوئی کہ حضور تو کچھ رحیم الفطرت ہیں۔۔۔ چلو فاروق اعظم سے فیصلہ کرائیں گے۔ یہودی وہاں کے لئے بھی تیار ہو گیا۔ مختصر یہ کہ یہودی نے یہ کہہ دیا کہ آپ کے رسول نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے۔۔۔ فاروق اعظم کے لئے تصدیق ہو گئی کہ رسول کی بارگاہ سے یہ فیصلہ ہو کر آیا ہے۔ جب فاروق اعظم نے یہ سن لیا تو اندر چلے گئے، تلوار لے کر چلے آئے اور تلوار سے اُس منافق کی گردن اڑا دی۔

منافق ہمیں تو فریب دے سکتا ہے مگر فاروق اعظم کو نہ دے سکا اور انھوں نے گردن اُڑادی۔ شور ہو گیا کہ عمر نے مسلمان کو مارا۔ عمر نے مسلمان کو مارا۔ جس کو مارا تھا وہ نماز پڑھنے والا تھا۔۔۔ صحبت رسول میں بیٹھنے والا تھا۔۔۔ شہادت کا اقرار کرنے والا تھا۔ بارگاہ رسالت ﷺ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طلبی ہوئی۔ حضور ﷺ کے پوچھنے پر فاروق اعظم نے حاضر ہو کر کیا پیاری بات کہی ہے: اے اللہ کے رسول! ہم نے مسلمان کو نہیں مارا ہے۔ ہم نے کلمہ پڑھنے والے کو ضرور مارا ہے مگر مسلمان کو نہیں مارا ہے۔ ہم نے نماز پڑھنے والے کو ضرور مارا ہے مگر مسلمان کو نہیں مارا ہے۔ ہم نے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے کو ضرور مارا ہے مگر مسلمان کو نہیں مارا ہے۔ گویا فاروق اعظم کا تیور بول رہا ہے کہ اے اللہ کے رسول! وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے جو آپ کے فیصلے کو نہ مانے۔۔۔ ابھی فاروق اعظم اپنی بات مکمل نہ کر سکے تھے کہ اتنے میں جبریل امین آگئے اور آیات قرآنی کا نزول ہونے لگا۔۔۔ وہی بات جو ابھی فاروق اعظم کر چکے تھے ﴿فَلَا وَدَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَزَجًا مِّمَّا قُضِيَتْ وَتُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء) اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حکم نہ بتائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔

آیت کا پہلا کلمہ یعنی وَدَّكَ تمہارے رب کی قسم۔۔۔ اس قدر ہر لطف ہے کہ پڑھ کر وجد طاری ہوتا ہے۔ رب نے اپنی قسم فرمائی مگر اپنا نام نہ ارشاد فرمایا۔ واللہ یا الرحمن نہ فرمایا بلکہ اپنا ذکر اپنے محبوب علیہ السلام کے ساتھ فرمایا کہ اے پیارے تیرے رب کی قسم۔۔۔ اے محبوب ہم کو تمہارے پروردگار کی قسم۔ کیا کلام ناز ہے اور کیا نرا انداز۔ اس ناز والے محبوب کے صدقے اُن کے رب کریم کے

قربان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم - اس طرز کلام کا لطف وہ ہی پائے گا جو کہ اس محبت سے آشنا ہو۔ اب فرمایا یہ جارہا ہے کہ ہماری بارگاہ میں تمنا ایمان وہ ہی پائے گا جو کہ تمنا غلامی رکھتا ہو۔

دنیا دیکھ رہی ہے فاروق اعظم کی زبان پر قرآن بول رہا ہے۔ یہ فاروق اعظم کی محبت کا فیصلہ تھا۔ اگر تاخیر کر دیتے تو محبت مجروح ہو جاتی۔ اگر تاخیر کر دیتے تو وہ عقل کا فیصلہ ہوتا، عشق کا نہ ہوتا۔ مگر انہیں دکھانا تھا کہ عشق کا فیصلہ نافذ ہو۔۔۔ قدرت کے فیصلے نے اس فیصلے کی تصدیق کر دی اور ہم کو بتا دیا کہ عشق رسول میں جو کرو گے اللہ تعالیٰ اُس کو پسند کرے گا۔ فاروق اعظم کے طرز عمل نے بتا دیا کہ ایمان رسول کی محبت کا نام ہے۔

**عثمان غنی کا ایمان:** سرکار رسالت ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہوتے ہیں اور اپنے بچہ کی شادی کے لئے کچھ چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ کبھی کسی کو مایوس نہیں فرماتے۔ فرمایا کہ عثمان کے پاس جاؤ اور اپنا مدعی پیش کرو۔ جب وہ بارگاہ عثمان غنی میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ سیدنا عثمان غنی اپنے ایک غلام کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تو نے چراغ کی بتی موٹی کر دی، اگر بتی پتلی ہوتی تو تیل کم جلتا۔ اب یہ سوچ میں پڑ گئے کہ مانگیں یا نہیں مانگیں۔۔۔ مانگے بغیر واپس لوٹ گئے۔ حضور ﷺ صحابی کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ عثمان کے ہاں گئے یا نہیں۔۔۔ صحابی نے عرض کیا کہ حاضر تو ہوا تھا لیکن ہمت نہ ہو سکی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ صحابی جب دوبارہ حضرت عثمان غنی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ایک دوسرے غلام کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تو نے دال میں نمک کی ایک کنکری زیادہ کر دی، اگر وہ کنکری بچ رہتی تو دوسرے دن کام آتی۔ وہ حیران تھے کہ اب تو

اُن سے کچھ کہنا ہی نہیں۔ کنکری کنکری کا حساب لیتے ہیں۔ صحابی وہاں سے دوبارہ لوٹ گئے۔ حضور ﷺ نے صحابی سے فرمایا کہ تم نے کہا کہ نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہمت نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ صحابی تیسری مرتبہ جب حضرت عثمان غنی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ صحابی نے عرض کیا کہ مجھے حضور ﷺ نے بھیجا ہے اور یہ میری ضرورت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابی کو اُس کمرے میں لے گئے جس میں مال و اسباب بھرے ہوئے تھے اور کہا کہ جتنا چاہو لے جاؤ۔ فراسیہ عثمانی نے سمجھ لیا کہ یہ کیا سوچ رہا ہے۔ تمہیں عقی پر ڈانٹنا یاد آ رہا ہے۔ کنکری کا حساب یاد آ رہا ہے۔ مگر سنو! میرا مال میری جان میری کائنات سب چیزوں کے مالک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں تو امین و محافظ ہوں۔ میں اپنے لئے اس سے زیادہ خرچ کرنا جائز سمجھتا ہی نہیں جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔ اور تم کو مالک نے بھیجا ہے جو چاہو لے جاؤ۔ تم کو رسول نے بھیجا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان نام ہے رسول کو مالک بنا دینے کا۔ اپنی جان کا اپنے مال کا اپنی ساری کائنات کا۔ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔

**علی مرتضیٰ کا ایمان:** شفا شریف میں قاضی عیاض نے یہ مشہور واقعہ بیان فرمایا ہے کہ جنگ خیبر کی واپسی میں منزل صہبا پر رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی اس وقت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جماعت میں شامل نہ ہو سکے۔ سب نماز عصر پڑھ چکے ہیں علی مرتضیٰ نے ابھی نماز عصر نہیں پڑھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور علی مرتضیٰ کے زانوں پر آرام فرمایا۔ اب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک مشکل مرحلہ پیش آ گیا۔ آغوش رسالت کا یہ تربیت یافتہ عظیم امتحان میں مبتلا نظر آ رہا ہے۔

اللہ کا قانون کہہ رہا ہے کہ علی نماز پڑھو۔ اس کا ضابطہ نکلا رہا ہے کہ علی نماز پڑھو ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (بقرة) حفاظت کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز (عصر) کی۔۔ سورج ڈوبنے کی تیاری میں ہے وقت جانے کی تیاری میں ہے۔ علی مرتضیٰ سوچ رہے ہیں کہ محبوب کو چگائیں یا نہ چگائیں اور پھر علی مرتضیٰ کے ضمیر نے فیصلہ کیا کہ نماز کی تو میں قضاء بھی کر لوں گا مگر محبت کی قضاء نہیں ہوا کرتی۔ اِن عی رسول کے صدقے میں ہمیں یہ نماز ملی تھی تو اس رسول کے صدقے میں ہم نماز کو قربان کر دیں گے۔

علی مرتضیٰ کا فیصلہ ایک اہم فیصلہ ہے۔۔ علی مرتضیٰ وہ ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان دیان هذه الامة بعد نبیہا امت نبوی میں نبی کے بعد سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے علی مرتضیٰ ہیں۔ علی مرتضیٰ وہ ہیں جن کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ علی مرتضیٰ وہ ہیں جن کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے ہارون، حضرت موسیٰ (علیہما السلام) کے نزدیک تھے شرط یہ ہے کہ یہاں نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔۔ ذرا دیکھو کہ اگر علی مرتضیٰ سر کو ہٹا دیجئے اور نماز پڑھ لیتے تو میں کہہ دیتا کہ عبادت پہلے ہے اور محبت بعد میں ہے۔۔ مگر سیدنا علی مرتضیٰ نے سر کو نہیں ہٹایا بلکہ نماز چھوڑ دی۔ معلوم ہوا کہ محبت پہلے ہے عبادت بعد میں ہے۔ علی مرتضیٰ نے عبادت کو قربان کر دیا۔ اب سوچ رہے ہیں کہ شاید حضور ﷺ اس پر تنبیہ کریں یا نصیحت کریں کہ اے علی! تم نے غلطی کی ہے، آئندہ ایسا مت کرنا، اچھا جاؤ قضاء پڑھ لو۔ اگر رسول بھی ایسا فیصلہ کر لیتے تو ہم اُس وقت یہی کہتے کہ رسول کی محبت بعد میں ہے اور عبادت پہلے ہے۔۔ مگر نہیں، حضور ﷺ اپنے رب العزت کی بارگاہ میں کہتے ہیں کہ اللہ العالمین علی تیرا بندہ، تیرے حبیب کی اطاعت میں تھا، تیرے حبیب کی فرمانبرداری میں تھا



پھر حضور ﷺ نے دعا کی تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ یہ سورج حضرت علی مرتضیٰ کے لئے پلٹا یا جا رہا ہے۔ رسول نے تو گئے ہوئے وقت کو پلٹا دیا۔ گیا ہوا وقت بھی آ گیا۔ علی مرتضیٰ نے نہایت تسکین کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔ اب کیا ضرورت تھی کہ علی مرتضیٰ کے لئے گئی ہوئی عصر کو پلٹا یا جائے۔ رسول نے کہا اے علی تیری محبت کا پتہ چل گیا تو محبت میں کامیاب۔ یہ سونے والا رسول غافل نبی نہیں تھا، اُس کی آنکھیں سوری تھیں مگر رول جاگ رہا تھا۔ رسول نے نیند کو طویل کر دیا تاکہ علی کا امتحان مکمل ہو جائے۔ تاکہ قانون بن جائے۔ ضابطہ مکمل ہو جائے اور اس کے بعد سرکار رسالت ﷺ نے سورج کو پلٹا کر کہا اے علی تو نے میری محبت میں نماز چھوڑی ہے اُسے قضاء نہ پڑھاؤں گا بلکہ ادا پڑھ واؤں گا چاہے سورج کو پلٹا نا پڑے ورنہ میری محبت بدنام ہو جائے گی۔ حضور ﷺ کی محبت قضاء نہیں پڑھاتی ادا پڑھاتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فیصلہ کیا تھا کہ حضور ﷺ کے سر کو ہٹائیں گے تو محبت مجروح ہوگی اور وہ فیصلہ کر چکے تھے۔ تم سمجھتے ہو کہ محبت اور عبادت کا جھگڑا تھا۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبت، عبادت کا جھگڑا نہ تھا۔ ایک طرف ایمان تھا اور ایک طرف عمل۔ سوچا کہ اگر محبت گئی تو ایمان ہی چلا جائے گا تو پھر عبادت کہاں سے ملے گی۔ لہذا ایمان کو مت جانے دو۔ عبادت کے مقابلہ میں ایمان کی اہمیت ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز عمل نے بتا دیا کہ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔

مولیٰ علی نے داری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فردع ہیں اصل الاصول بندگی اس تا جو رک کی ہے

(امام اہلسنت فاضل بریلوی)

خلفائے راشدین کے طرز عمل، قرآن کریم کی شہادت اور حدیث پاک کے ارشاد کی روشنی میں یہ فیصلہ بالکل مضبوط اور محکم فیصلہ ہے کہ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔ (ماخوذ: محبت رسول روح ایمان، مدنی خطبات، خطبات برطانیہ)

## اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو ملا نا ایمان ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (النساء/۵۹) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا  
 ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَّا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا﴾ (النساء/۸۰)

اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسول کے واسطے سے کی جائے۔ اطاعت الہی کے لئے اطاعت رسول شرط ہے کیونکہ اطاعت رسول کے بغیر اطاعت خدا ممکن ہی نہیں ہے۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کی تفہیم و ترجمانی کے لئے رسول کے اقوال و اعمال و کردار کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن تو کتاب صامت ہے اور رسول قرآن ناطق ہیں۔ کتنا کھول کر بتا دیا کہ اللہ کا مطیع وہی ہے جو اس کے رسول کا مطیع ہو۔ لاکھ دھوئی کرے اطاعت رسول اور اتباع قرآن کا وہ جھوٹا ہے جب تک رسول کریم کی سنت کا پابند نہ ہو۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے رب تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو منافقین آپس میں کہنے لگے کہ یہ شرک کی تعلیم ہے۔ حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو اُسی طرح خدا مان لیں جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان لیا تب حضور ﷺ کی تائید اور اُن مردودوں کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خازن روح المعانی وغیرہا) روح المعانی نے فرمایا کہ منافقین نے حضور ﷺ کو مشرک کہا اور بولے کہ حضور

فرماتے تو یہ ہیں کہ غیر خدا کی عبادت نہ کرو اور خود معبود بننا چاہتے ہیں۔  
 آج جن لوگوں کو حضور ﷺ کی تعریف و تعظیم میں شرک نظر آتا ہے وہ حضور  
 ﷺ کی تعریف پر شرک کے فتوے دیتے ہیں یہ بیماری آج کی نہیں بلکہ بڑی پرانی اور  
 موروثی ہے یہ بیماری زمانہ نبوی میں منافقین کو بھی تھی جو ادھر بھٹل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ  
 ہر مسلمان کو اس بیماری سے بچائے۔ (آمین)

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب/۷۱) اور جو  
 اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔  
 ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّمَا  
 عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ﴾ (المائدہ/۹۲)

اور فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو ان رسول کی اور ڈرتے رہو  
 پس اگر منہ پھیرو تم تو جان لو کہ بجز اُس کے اور کچھ نہیں کہ ہمارے رسول پر پہنچانا ہے  
 ظاہر (کنز الایمان)

اور حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ  
 تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچادینا ہے (نور العرفان)  
 اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کریم ﷺ کی اور محتاط رہو۔ اور  
 اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول کا فرض تو بس پہنچادینا ہے  
 (ہمارے احکام کو) کھول کر۔ (مائدہ القرآن)

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ  
 وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ  
 الْمُبِينُ﴾ (النور/۵۳)

آپ فرمائیے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول مکرم کی پھر اگر تم نے

زور گردانی کی تو (جان لو) رسول کے ذمہ اتنا ہے جو اُن پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا۔ اور اگر تم اطاعت کرو گے اس کی تو ہدایت پا جاؤ گے اور نہیں ہے (ہمارے) رسول کے ذمہ بجز اس کے کہ وہ صاف صاف پیغام پہنچا دے۔  
**﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ﴾** (التوبہ ۱۲)

اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (کرم) کی پھر اگر تم زور گردانی کی (تو تمہاری قسمت) ہمارے رسول کے ذمہ فقط کھول کر پیغام پہنچانا ہے۔  
 ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے حکم میں کوئی تفریق نہیں فرمائی ہے۔ ایک ساتھ دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا مومنین کو حکم دیا ہے۔  
**﴿وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾** (التوبہ/۶۲) اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

منافقین تجہائی میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر اپنی پاک باطنی اور نیک نیتی کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے۔ ایسی باتوں سے اللہ اور اس کا رسول تو خوش نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر منافقین کے نفاق کو ظاہر فرما دیا اور اگلے تمام کاموں پر مطلع کر دیا۔ حق تو یہ تھا کہ یہ لوگ محض اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لئے کوشاں رہے۔ **﴿وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ﴾** کی ترکیب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا ذکر کر دیا جائے تو شرک نہیں ہوگا بلکہ یہ تو اہل ایمان کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی ہر عمل میں پیش نظر رکھیں۔

**﴿مَنْ يُخَادِذِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا﴾** (التوبہ/۶۳) جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اُس کے رسول کی تو اس کے لئے جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہے گا۔

﴿وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ (النساء/۱۰۰) اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا، پھر اُسے موت نے آیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی عبادت میں حضور ﷺ کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے شرک نہیں، ہجرت عبادت ہے جس میں ﴿إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے وَمَنْ كَانَ هَجْرَةً إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔۔۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے کو ہجرت فرمایا گیا یعنی بیت اللہ کی زمین چھوڑ کر رسول اللہ کی زمین پر پہنچنا ہجرت ہے۔ اللہ کی طرف ہجرت کس طرح ممکن ہے! مکہ معظمہ چھوڑ کر عرش اعظم پر پہنچنے کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچنے کا حکم دیا گیا۔ رسول کی طرف ہجرت کرنا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت ہوگا۔

علم دین سیکھنے، حج، جہاد، زیارت مدینہ منورہ، طلب رزق حلال کے لئے وطن چھوڑنا، یہ اللہ و رسول کی طرف ہجرت ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلِبُوا بُيُوتَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (الحجرات/۱) اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو (وہاں آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) اللہ سے ڈرو! اللہ تعالیٰ تمہاری حرکتوں کو دیکھتا ہے، تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

بعض صحابہ کرام نے بقر عید کے دن حضور ﷺ سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ کرام رمضان المبارک سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیئے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے



حضور ﷺ پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو۔

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (توبہ/۵۹) اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انھیں عطا کیا۔

اس آیت میں عطا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے رسول کی طرف بھی، یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہمیں ایمان دیا، اللہ رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے وہ حضور ﷺ کے ذریعے سے دیتا ہے۔

﴿أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (التوبہ/۷۳) انھیں غنی کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے غنی کر دینے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے رسول کی طرف بھی۔ یہ کہنا یقیناً جائز ہے کہ اللہ رسول نعمتیں دیتے ہیں اور غنی کر دیتے ہیں۔ اللہ رسول کی نعمتیں پا کر بے ایمان سرکش ہو جاتے ہیں۔

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَآخِذُوا بِهِمْ﴾ (الاحزاب/۲۹) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو۔۔۔۔۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے۔ جسے حضور ﷺ مل گئے اُسے خدا اور ساری خدائی مل گئی۔ جو حضور نبی کریم ﷺ سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔

﴿سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ﴾ (التوبہ/۵۹) اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت حضور ﷺ دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا اور حضور ﷺ کی عطا بغیر کسی قید کے مذکور ہوئی۔ عطا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ



کی طرف بھی ہے اور حضور ﷺ کی طرف بھی۔ لہذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول نے ہمیں عطا کیا اور عطا کرتے ہیں۔

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ﴾ (الاحزاب/۳۷) اُسے اللہ نے بھی نعمت دی اور (اے محبوب) اُسے تم نے بھی نعمت دی۔

ایک ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے پیارے رسول ﷺ کی طرف بھی فرمائی ہے۔  
یقیناً اللہ رسول ہمیں نعمتیں دیتے ہیں اور غنی کرتے ہیں۔

﴿وَمَا كَانْ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهُمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب ۳۳/۳۶) اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب حکم (فیصلہ) فرمادیں اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انھیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں۔۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے حکم میں کوئی تفریق نہیں فرمائی ہے۔ حضور ﷺ کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور ﷺ کسی پر اس کی مکوحہ بیوی حرام کر دیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا۔ غرض یہ کہ حضور ﷺ ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں۔ حضور ﷺ کا حکم خدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔

﴿وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ﴾ (التوبہ/۹۳) اور اب اللہ اور رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی کھلی اور چھپی سرگرمیوں کے دیکھنے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے رسول کی طرف بھی۔ حضور ﷺ ہمارے ظاہر و باطن اعمال دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں عمل میں کوئی قید نہیں۔ فرمایا کہ تمہارے سب چھپے کھلے کام اللہ رسول دیکھیں گے۔ حضور ﷺ کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا جائز ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول نے چاہا تو یہ ہوگا۔

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سورۃ المنافقون) اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (التوبہ ۳۰/۹)

لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لائے اللہ تعالیٰ پر اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول نے۔

یہ آیت کریمہ بیاں گ دل اعلان کر رہی ہے کہ حلت و حرمت کا اختیار رسول اعظم و اکرم ﷺ کو بھی رب کائنات نے عطا فرمایا ہے۔

### اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو الگ کرنا کفر ہے

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (النساء/ ۱۳۹) وہ جو اللہ اور رسول کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسول کو جدا کر دیں۔

اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو ملانا ایمان، بلکہ جان ایمان

ہے اور اللہ سے رسول کی اطاعت اور احکام کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لپٹ کی بتی کا نور چنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملتی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے، ایسے ہی نبوت کا توحید سے طار ہونا ضروری ہے۔ رب تعالیٰ نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا یا کہ اول جزء میں اللہ آخر میں آیا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور دوسرے جزء میں محمد اول ہے۔ تاکہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا قاصد بھی نہ رہے۔

غرض کہ اللہ رسول کے ذکر اطاعت اور احکام میں فرق پیدا کرنا کفر اور فرق کو ختم کرتے ہوئے بیان کرنا ایمان ہے۔ جو سلسلہ وحی و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا، اُسے نہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا صحیح علم ہوتا ہے اور نہ اُسے عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہو سکتا ہے جو قرب الہی کا باعث ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات تقدس و کمال کو نہ پہچانا اور اُس کی عبادت کے صحیح طریقوں کو نہ جانا تو اللہ کو کیا پہچانا؟

اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور احکامات کو ماننے اور رسول کی عظمت اطاعت اور احکامات کو ماننے سے انکار کر دے، یا ہلکا اور غیر اہم جانے، یا رسول کی تعلیمات کو ناقص اور نا کافی سمجھے۔ اور جو لوگ اللہ پر اُس کی تمام صفات تقدس و کمال پر اور بلا استثناء اُس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اُن کے لئے اجر عظیم کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَمْ يَفْرِقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرَهُم مَّا وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (النساء/۱۵۲)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے ان میں سے کسی کے ایمان میں فرق نہیں کیا، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے اجر دے گا اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

## ایمانِ کامل

محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جاننا، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل سے ماننا ایمان ہے۔ جو اس کا منکر ہوا اُسے مسلمان جانیں گے جب کہ اُس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو۔ اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوئیوں سے صداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں جو کچھ دے اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے اس کا ایمان کامل۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے روکے رکھا تو واقعی اس نے ایمان مکمل کر لیا (احکام شریعت)

### ایمان کی قدر و قیمت:

جب تک نبی کریم ﷺ کی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادتِ الہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہے۔ بہت سے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادتِ الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ اُن میں بہت وہ ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے بغیر کیا فائدہ؟ بارگاہِ الہی میں اصلاً قابلِ قبول نہیں اللہ عز و جل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

﴿وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَاعْمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ عَبَاۗءً مِّنْهُۥ ذٰلَ﴾ (الفرقان/۱) جو کچھ

اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیئے۔

﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا خَالِیَةً﴾ (الغاشیہ/۴) عمل کریں، مشقتیں بھریں

اور بدلا کیا ہوگا، یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے (والیاد ہاھ)

محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہے۔ (تمہید ایمان)  
ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں (۱) محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم  
اور (۲) آپ کی محبت کو تمام جہان پر مقدم رکھنا۔

اس کی آزمائش کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے تعظیم و عقیدت اور محبت کا  
علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ، استاد، اولاد، بھائی، پیر اور تمہارے مولوی، حافظ،  
مفتی، واعظ وغیرہ وغیرہ گئے باہد۔۔۔ جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان  
اقدس میں گستاخی کریں، اصلاً تمہارے قلب میں اُن کی عظمت، اُن کی محبت کا نام  
نشان نہ رہے، فوراً اُن سے الگ ہو جاؤ، دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔  
اُن کی صورت، اُن کے نام سے نفرت کھاؤ۔ پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی،  
آلفت کا پاس کرو نہ اُس کی مولویت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا  
محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بناء پر تھا۔ جب یہ شخص انہی کی شان میں گستاخ  
ہوا، پھر ہمیں اُس سے کیا علاقہ رہا۔

اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اُس کی بات بنانی چاہی اُس  
نے حضور ﷺ سے گستاخی کی اور تم نے اُس سے دوستی چاہی یا اُسے ہر بُرے سے  
بدتر بُرا نہ جانا یا اُسے بُرا کہنے پر بُرا مانا، یا تمہارے دل میں اُس کی طرف سے سخت نفرت  
نہ آئی تو اللہ، اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔

جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی اور جسے محمد رسول اللہ ﷺ  
تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں۔۔۔ وہ اُن کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت  
کرے گا اگرچہ اُس کا پیر یا استاد یا پدر یا دوست ہی کیوں نہ ہو۔ (تمہید ایمان)

عالم کی عزت تو اس بناء پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے۔ عالم کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی ہے۔ نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو۔ اور جب گمراہی پر ہے تو شیطان کا وارث ہے۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدنہ ہوں کے علماء پھر اُس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو اُسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم جان کر اس کی تعظیم۔

افسوس ہے اس اذعانے مسلمانی پر کہ اللہ و رسول (جل و علاء ﷺ) سے زیادہ استاد کی وقعت ہو اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دُنیا میں کسی کی محبت ہو۔  
(تمہید ایمان)

### عقیدہ کی پختگی :

نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان و زمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹٹے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخش دئے گئے مگر ایک شخص تو میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ اور اگر ندا کی جائے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک آدمی کے تو میں اُمید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ خوف درجا (امید) کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہیے (اللفوظ)



## ایمان اور عمل:

الحمد للہ ہمارا دین اسلام ہے اور ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ جاننا چاہیے کہ دین اسلام میں عقائد جڑ ہیں اور اعمال شاخیں۔ جس طرح درخت کی جڑ کٹ جائے یا خراب ہو جانے سے شاخیں مڑ جھا کر فنا ہو جاتیں ہیں اسی طرح عقائد کے نہ ہونے یا بگڑ جانے سے اعمال خراب و برباد ہو جاتے ہیں اس لئے اعمال سے پہلے عقائد کا صحیح و درست ہونا بہت ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی حفاظت اور شریعت کی پیروی دین کا علم حاصل کئے بغیر ممکن نہیں۔۔۔ اسی لئے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا 'علم دین سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے' (مسند امام اعظم)

قرآن کریم نے ایمان کو تمام اعمال کی اساس قرار دیا ہے۔ اعمال، عبادات، شریعت کی پابندی یہ سب ایمان کے بغیر قابل قبول نہیں، نہ ایسے شخص کو مومن و مسلم کہا جاسکتا ہے جو اللہ و رسول پر ایمان لانے کا اعلان کئے بغیر احکام اسلام کی پابندی کرتا ہو یا وہ ایمان کا دعویدار تو ہو لیکن نص قطعی سے ثابت شدہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو، مثلاً فرض عبادات میں سے کسی ایک کا انکار کرے، قرآن کی کسی آیت یا کسی حرف کا انکار کرے یا اس کے بیان کردہ احکام و واقعات میں سے کسی کا انکار کرے یا اُن کو مشکوک جانے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و مناقب کا منکر ہو یا آپ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حرام و حلال قرار دیا اُن میں سے کسی حرام کو حلال اور حلال کو حرام جانتا ہو وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ایمان تمام ضروریات دین کی تصدیق کا نام ہے اور کسی ایک چیز کے انکار سے کم یا ناقص نہیں بلکہ رخصت ہو جاتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ

ایمان میں عمل ہے۔۔ عمل میں ایمان نہیں۔ جیسے ایمان میں ڈاڑھی ہے ڈاڑھی میں ایمان نہیں ہے کیونکہ بہت سے کفار اور بد مذہب بھی ڈاڑھی رکھتے ہیں بلکہ سکھ مذہب میں ڈاڑھی رکھنا مذہبی علامت ہے۔ بہر حال ایمان پر تمام اعمال کا دار و مدار ہے کہ قرآن کریم نے ہر جگہ اعمال صالحہ کی تاکید یا اس کی جزاء کو بیان کرتے ہوئے ایمان کی شرط ضرور لگائی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل/ ۹۷) جو نیک کام کرے مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہو تو ضرور ہم اُسے زندہ رکھیں گے پاکیزہ زندگی کے ساتھ اور ہم انہیں ضرور صلہ دیں گے ان کے بہترین کاموں کا جو وہ کرتے تھے۔

﴿وَأَمَّا مَنِ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنٰی وَسنَقُولُ لَهُ مِن اٰمِرِنَا يُسْرًا﴾ (الکہف/ ۸۸) اور جو ایمان لایا اور اس نے نیک کام کئے تو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اُسے اپنا ایسا حکم دیں گے جس کی تعمیل آسان ہوگی۔

﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی﴾ (طہ/ ۷۵) اور جو اس (اللہ) کے پاس مومن ہو کر آئے کہ اس نے نیک کام کئے ہوں تو ایسے ہی لوگوں کے لئے بلند درجے ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنِ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقٰهَا اِلَّا الصّٰبِرُونَ﴾ (القصص/ ۸۰) اور اُن لوگوں نے کہا جنہیں علم دیا گیا، تم پر افسوس ہے اللہ کا ثواب بہت اچھا ہے۔ اس کے لئے جو ایمان لایا اور اُس نے نیک عمل کئے اور یہ نعمت انہی کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

ان آیات سے دونوں باتیں واضح ہیں کہ ایمان کا ثمر و فائدہ اعمال صالحہ ہی سے حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ ایمان ہی کے ذریعہ مفید و مقبول ہیں۔۔ بغیر

ایمان کے اعمال کے پہاڑ بھی بنا دیئے جائیں تو راکھ ہیں۔ قرآن نے ایمان سے محروم افراد کے کاموں کی مثال 'راکھ' سے دی ہے جس کو ہوا کے جھوٹے اڑا اڑا کرنا کر دیتے ہیں اور اُن کا کوئی وجود نہیں رہتا۔

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الاعراف/ ۱۳۷) اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا، اُن کے سب عمل ضائع ہو گئے، انہیں وہی بدلہ ملے گا جو وہ کرتے تھے۔

﴿مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ بَشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مَعًا كَسْبُوا عَلَى شَيْءٍ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾ (ابراہیم/ ۱۸) اپنے رب کے منکروں کا حال ایسا ہے کہ اُن کے اعمال راکھ کی طرح ہوں گے کہ اس پر تیز آمد می کے دن ہوا کا سخت جھوٹا آیا، اپنی ساری کمائی (اعمال) میں سے کسی چیز پر بھی وہ قدرت نہ پاسکیں گے، یہی دُور کی گمراہی ہے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (النور/ ۳۹) اور جن لوگوں نے کفر کیا، اُن کے (نیک) اعمال ہموار زمین میں چمکتے ہوئے ریت کی طرح ہیں جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آیا تو اُسے کچھ (بھی) نہ پایا اور اُس نے اپنے قریب اللہ کو پایا تو اللہ نے اُس کا حساب پورا پورا کر دیا اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

علم و ایمان :

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کو صرف سچا نبی جان لینے کا نام ہی ایمان نہیں، بلکہ دل سے اس کی تصدیق کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ علم اور

تصدیق دو مختلف چیزیں ہیں۔ تصدیق سے مراد اذعان اور قبول کر لینا ہے۔ حقیقت میں دل رنک قبول سے رنگا جاتا ہے اور نور یقین سے متور ہو جاتا ہے۔ علم صرف جاننے کو کہتے ہیں۔ حضور ﷺ سب پر ظاہر ہیں اور ہمیشہ ظاہر سب پر تو اس طرح ظاہر کہ اُن کو مسلمان جانیں کافر پہچانیں۔ تمام کفار عرب علی الخصوص یہودی تو حضور ﷺ کو سچا نبی جانتے تھے اور یہ علم اتنا مضبوط تھا جیسے کہ وہ اپنے بیٹے کو پہچان رہے ہیں ﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾ حضور ﷺ کی معرفت کو بیٹے سے مثال دی نہ کہ باپ سے اس کی تین وجہ ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سُن کر جانتا ہے بلا دلیل مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح قرار حمل ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے۔ کفار بھی حضور ﷺ کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سُن کر۔۔۔ نیز بیٹا دُنیا میں آکر باپ کو پہچانتا ہے مگر باپ ولادت سے پہلے ہی کفار بھی حضور ﷺ کو ولادت پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور اُن کی آمد کی دعائیں مانگتے تھے نیز بچہ دُنیا میں آکر فوراً انہیں پہچانتا بلکہ سمجھ دار ہو کر مگر باپ بیٹے کو اول سے ہی جانتا ہے۔ حضور ﷺ کو بچپن سے ہی سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے حجر خوشخبریاں دیتے تھے درخت سایہ کے لئے جھکتے تھے چاند باتیں کرتا تھا کفار آپ کی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے۔۔۔ غرض کہ حضور ﷺ کو کفار ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ حضور ﷺ کے پیدا ہونے کی خبریں آپ کی صورت و سیرت عادات و خصائص نام و نشان مقام پیدائش۔۔۔ یہودیوں کے کتابوں میں لکھا تھا۔ اُن کی زبانوں پر جاری تھا۔ بہت سے یہودی اسی انتظار میں دُنیا کے مختلف ممالک سے اُٹھ کر مدینہ پاک میں آباد ہو گئے تھے اور اپنی عمریں اسی شوق میں گزار دیں اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد کو یہ وصیت کرتے رہے کہ اگر نبی آخر الزماں تشریف لائیں تو ہمارا اسلام پہنچاؤ۔ ہمارے اسلام لانے کی خواہش کا اظہار کرو۔۔۔ یہود سے بڑھ کر

حضور ﷺ کے متعلق کسی دوسرے فرقے کو علم نہ تھا مگر جب نبوت کا آفتاب جہاں تاب طوع ہوا یہودیوں کی شقاوت ازلی نے اُن کی عقلوں پر پردے ڈال دیئے اور حسد و عناد سے حقیقت حال کو نہ پاسکے۔ کفر و انکار کے گڑھوں میں گر گئے اور نجات کی ساری راہوں سے محروم ہو گئے۔

اس سے یہ بات بھی سامنے آ جاتی ہے کہ علم و عقل بجز عنایت الہی اور ہدایت خداوندی کے کسی کام نہیں آتے۔۔۔ اور اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔۔۔ انھوں نے ظلم و انکار کر دیا غرور و حسد سے گمراہ ہو گئے حالانکہ اُن کے دل یقین کر چکے تھے۔  
فنعوذ باللہ من علم لا ینفع و قلب لا یخضع ہم اس علم سے پناہ مانگتے ہیں جو نفع نہ دے اور اُس دل سے جو اللہ سے نہ ڈرے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایمان کی حقیقت قلبی تصدیق کا دوسرا نام ہے۔ تصدیق قلبی تو ایک ہی ہوا کرتی ہے اس میں عدد کا دخل نہیں۔۔۔ تو پھر ایمان میں کمی و بیشی بھی نہیں ہو سکتی و ہوا لایزید و لا ینقص کیونکہ کمی و بیشی بھی تو ایک عدد ہے جس میں کثرت و تعدد پائی جاتی ہے۔ اگر تصدیق کے باوجود اعمال کو بھی داخل ایمان کر لیا جائے تو پھر عمل کی زیادتی اور کمی کو بھی ایمان پر اثر انداز ہونا ماننا پڑے گا، چونکہ ایسا نہیں۔۔۔ پس یہ بات بھی نہیں۔۔۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول و ہوا لایزید و لا ینقص بلا اشکال و اشتباہ درست ہے۔ حقیقت میں یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔

### ایمان کی کیفیت :

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ

سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ: جب تمہیں اپنی نیکی خوش کرے اور اپنی بُرائی ممکن کرے تو تم مومن ہو (یعنی نیکی میں لذت اور بُرائی سے نفرت علامتِ ایمان ہے)۔

عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے؟ فرمایا: اذا حاك في نفسك شيء فذعه جو چیز تمہارے دل میں چبھے اُسے چھوڑ دو۔ (امرو)

الاثم حاك في الصدر وخشيت ان يطلع عليه الناس گناہ وہ ہے جو دل میں چبھے (محسوس ہو) اور لوگوں پر ظاہر ہونے سے خوف ہو۔

ہمیں اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم کو نیکی میں کس قدر لذت اور بُرائی سے کس قدر نفرت ہو رہی ہے۔۔۔ قلبی کیفیات کا جائزہ لیں۔

**گنہگار بس گنہگار ہے کافر نہیں**

**گناہِ کبیرہ سے ایمان ساقط نہیں ہوتا:**

عقیدہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا، جب کہ وہ گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے۔

گناہِ کبیرہ کے مرتکب کی بھی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اس کی بخشش کی دعا کی جائے گی۔ اگر کسی نے اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تو وہ سب مسلمان گناہ گار ہوں گے جو موت کی اطلاع پانے کے باوجود بغیر نمازِ جنازہ دفن کر دیئے۔

ایمان کی اصل تصدیق قلبی ہے اور اعضاء کے اعمال ایمان کی حقیقت میں شامل نہیں، لیکن بغیر اعمال صالحہ کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا بلکہ ناقص ہے اور کسی چیز کا ناقص ہونا اُسے بالکل معدوم نہیں کر سکتا بلکہ اُس کو درجہ کمال سے گرا دیتا ہے۔ اس



سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ کبیرہ گناہ مومن کو ایمان سے محروم نہیں کر سکتا، لیکن کامل ایمان نہیں رہتا۔ گناہ و فسق انسان کو کافر نہیں بناتے لیکن گناہ گار بنا دیتا ہے۔ یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ مومن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو مطیع و فرمانبردار ہیں وہ مومن کامل کہلاتے ہیں۔ دوسری قسم کے مومن عاصی و بدکردار ہیں، وہ مومن ناقص ہوتے ہیں۔ فاسق و عاصی کو قرآن نے مومن کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور اُن پر اسلام کے سارے احکام نافذ و جاری ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کے صحابہ گناہ گار فاسقوں کی نماز جنازہ ادا کرتے رہے ہیں اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے رہے ہیں، اُن کے واسطے دُعا و استغفار کرتے رہے ہیں۔ مومن گناہ کبیرہ کرنے والے ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے خواہ وہ بلا توبہ ہی مر گئے ہوں۔ قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمیشہ دوزخ تو دین کے منکروں اور کافروں کے لئے ہی ہے۔ گناہ گار اور مرتکبان کہا اگر توبہ کے بغیر مر گئے تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں دوزخ میں رکھے گا پھر معاف کر دے گا اور جنت میں داخل کر دے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گے۔ ایسا شخص آخر کار جنت میں جائے گا، خواہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُسے معاف فرمادے یا حضور ﷺ شفاعت فرمادیں، یا اولیاء اللہ، شہداء، علماء، حفاظ، حجاج، صالحین اور نابالغ بچے جو مر گئے ہیں اُن سب کی شفاعت اس کے حق میں ہو سکتی ہے۔ شفاعت سے گنہگار جہنم سے نکالے جائیں گے، عذاب میں کمی ہوگی، درجات بلند ہوں گے۔

ایمان ایک گوہر نایاب ہے اُس کو کامل اور اکمل رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق کی بے حد ضرورت ہے۔ ایمان ایک ایسی دولت ہے جو نہ صرف اس جہان میں کام آتی ہے بلکہ آخرت میں بھی کام آئے گی اور انسانی نجات کا سارا دار و مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے لیکن عمل صالح اُس وقت تک بارگاہ رب العزت میں قابل قبول نہیں

جب تک کہ انسان پہلے صاحب ایمان نہ ہو پھر ایمان کی دولت نصیب ہونے کے بعد اس کی استقامت ضروری ہے۔ ایمان کی اصل قدر و قیمت کا اندازہ انسان کو اس دنیا سے جانے کے بعد عالم برزخ میں ہوتا ہے کیونکہ مابعد زندگی کا سارا تعلق ایمان، صالح اعمال اور عشق رسول ﷺ سے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں گناہوں کی بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور حلاوت و ایمان عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

وَصَلِّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

### حقیقتِ شرک :

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔ عبادت اطاعت اور اجازت ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت واستعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح۔۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے حق میں نازل ہوئیں سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بد مذہبوں کا مدلل و تحقیقی جواب۔۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہو گے (بخاری شریف)

### عورتوں کا حج و عمرہ :

منفرد انداز اور نہایت ہی آسان زبان و بیان کے ذریعہ عورتوں کے حج و عمرہ کے خصوصی مسائل اور زیارت بارگاہ نبوی ﷺ کے آداب کو قلم بند کیا گیا ہے۔ زائرین حج کے لئے بہترین گائیڈ ہونے کے ساتھ ساتھ عامۃ المسلمین کے لئے حج و زیارت بارگاہ رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ کتاب کے مطالعے سے آپ اپنے آپ کو عالم تصور میں حرمین شریفین میں محسوس کریں گے اور حج و زیارت کے روحانی لطف سے سرشار ہو سکیں گے۔

### شیعوں کے گیارہ اعتراضات :

صاحب ضیاء القرآن حضرت علامہ عبد محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے رد انفس کی طرف سے اٹھائے گئے گیارہ سوالات کا تحقیقی و الزامی جواب دیا ہے۔ 'ہیعیات' پر ایک معلوماتی کتاب۔

**امام حسین اور یزید:** حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ کے قلم کا شاہکار۔۔ حامیان یزید کے سامنے یزید کا حقیقی چہرہ بے نقاب کر دیا گیا ہے۔ یزیدی فتنہ کے خلاف مبارک قلمی جہاد۔

**علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین:** حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے اسلام کے نظام سیاست پر بحث کی ہے۔ کتاب میں ایسے واقعات بھی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ 'خلفائے ثلاثہ' کے معتمد علیہ مشیر اور ان کی مجلس مشاورت کے رکن رکین رہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اقوال علی سے ایسے نمونے بھی ملیں گے جن سے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں قایت احرام و عقیدت کا پتہ چلے گا۔

**اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب:** دین اور اقلیت دین

### اسلام کا نظریہ الہ اور مودودی صاحب

علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی معرکہ الاراء تصانیف

جماعت اسلامی کے بانی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے ایک کتاب 'قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں' تالیف کی ہے جس میں 'الہ رب' عبادت اور دین کو قرآن کی بنیادی اصطلاحیں قرار دیتے ہوئے ان کا ایک اور نیا مفہوم پیش فرمایا ہے۔ تفسیر بالرائے کی بنیادی غلطی کرتے ہوئے مودودی صاحب نے تحریف قرآنی کے شیعہ عقیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ حضور شیخ الاسلام کے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے اندر پیش کردہ اعلیٰ معیار تحقیق، شرح و توضیح کا اچھوتا اور دل پذیر انداز اور مطمئن کر دینے والے طریق استدلال سے جہاں حضرت مصنف کے قبضہ علم اسلامی علوم کے مختلف شعبوں پر وسیع و عمیق نظر اور سلف سے کامل طور پر علمی و اعتقادی وابستگی کا پتہ چلتا ہے وہیں مودودی صاحب کی اصل حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین پر بے محابا تنقید کرنے والا انسان خود علمی اعتبار سے کتنا کوتاہ قد ہے۔

## مطبوعات شیخ الاسلام اکیڈمی

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
رسول اکرم ﷺ کے تشریحی اختیارات	۱۸/	حقیقت شرک	۵۰/
اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب	۳۵/	سُنّت و بدعت	۲۵/
اسلام کا تصور اللہ اور مودودی صاحب	۳۰/	عورتوں کا حج و عمرہ	۳۰/
دین اور اقامت دین	۵۵/	گناہ اور عذاب الہی	۲۵/
محبت رسول روح ایمان	۲۰/	اسلامی نام	۱۵/
امام احمد رضا اور اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ	۱۰/	مغفرت الہی بوسیۃ النبی	۲۰/
فضیلت رسول ﷺ	۲۰/	جماعت الہدیث کا فریب	۸/
رحمت عالم ﷺ	۱۲/	جماعت الہدیث کا نیا دین	۲۵/
حقیقت نور محمدی ﷺ	۲۰/	جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۱۵/
محبت اہلبیت رسول ﷺ	۲۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۲۵/
شیعوں کے گیارہ اعتراضات	۱۰/	توبہ و استغفار	۲۰/
سیدنا امام حسین اور یزید	۱۰/	شیطان و سواس کا علاج	۲۵/
سیدنا علی اور خلفائے راشدین	۱۰/	فضائل لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ	۲۵/
عورتوں کی نماز	۲۵/	الہدیث اور شیعہ مذہب	۱۲/
صحیح طریقہ غسل	۲۵/	نماز جنازہ کا طریقہ	۸/
جادو کا قرآنی علاج	۵/	احکام میت	۲۰/
طریقہ فاتحہ	۱۰/	قربانی اور عقیقہ	۲۰/
آیات شفاء	۵/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	۲۵/
ہلک انٹریسٹ اور لائف انشورنس	۱۰/	قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی	۱۰/
سلام پڑھنے کا ثبوت	۵/	علم غیب	۵/
وقفہ تراویح اور ثبوت تسبیح	۵/	محبت رسول شرط ایمان	۲۰/
قناوی نظامیہ	۵/	عرس کیا ہے؟	۵/
تبلیغی جماعت کا پُر اسرار پروگرام	۵/	Durood Shareef	۳۵/

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ روہ۔ حیدرآباد (9848576230)